

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مشہور ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں، صحراؤں اور پتھیل میدانوں میں گھومتے ہیں اور ایسا علیہ السلام سمندروں میں گھومتے ہیں دونوں کی ہر سال ملاقات ہوتی ہے اور حج کے موقع پر وہ سر منڈھاتے ہیں، کیا اس کی کوئی قوی دلیل ہے؟ اگر ہو تو بیان فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

! الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

جاننا چاہیے کہ خضر علیہ السلام کی موت کتاب و سنت اور امت میں معتد علیہ لوگوں کے اجماع اور عقل و اعتبار سے ثابت ہے۔ اور جو کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں ان کے پاس سوائے ضعیف روایات، رکیک خواب اور کمزور اقوال کے علاوہ کوئی ٹھوس دلیل نہیں۔

دلائل پیش خدمت ہے۔

: کتاب اللہ سے دلیل۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے

وَأَذِّنْ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوا النَّبِيَّ نَا، أَتَيْتُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لِيُؤْمِنُوا بِهِ وَلَتَنْظُرُنَّ قَالُوا أَتَرْثُمُ وَأَنْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اٰصْرٰی قَالُوا اَلَا نَرٰ اَنْتُمْ مَعَكُمْ مِّنَ الشَّيْءِ اِنْ اٰنَا... سورة آل عمران

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عبدلیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے، تمہارے پاس کی چیز کو چھینتا ہے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ تم اس کے ”اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ ہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ کی بعثت ہو جائے تو انہیں ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا ضروری ہے (بخاری) تو خضر علیہ السلام نبی ہوں یا ابن عباس ولی وہ اس یشاق میں داخل ہیں، اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زندہ ہوتے تو ان کا سب سے اہم کام یہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے ان پر اتاری گئی شریعت پر ایمان لاتے اور ان کی نصرت فرماتے تاکہ کوئی دشمن ان تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔

: دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَقْبٰی ن مِّنْ قَبْلِ الْخُلْدِ... سورة الانبياء ۳۴

”آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی۔“

اگر خضر علیہ السلام کہیں ہیں تو پھر ان کے لیے خلود ثابت ہو جائے گا۔

خضر علیہ السلام اک بشر ہیں تو وہ اس عموم میں ضرور داخل ہیں اور صحیح دلیل کے بغیر ان کی تخصیص جائز نہیں۔ اصل عدم ہی ہے جب تک ثابت نہ ہو جائے اور رسول معصوم ﷺ سے کوئی ایسی دلیل مذکور نہیں جس سے اس عموم کی تخصیص کی جاسکے جیسے کہ امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (1/334) میں کہا ہے۔

سنت سے دلائل

پہلی حدیث: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری زندگی میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھانی سلام پھیر کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ جو تمہاری آج کی رات ہے اس سے لے کر سوسال تک ان لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا جو آج زمین پر موجود ہیں، لوگوں نے رسول ﷺ کی بات سمجھنے میں غلطی کی۔

(رسول اللہ ﷺ کی بات کا مطلب یہ تھا کہ جو اس وقت موجود تھے سوسال بعد وہ گزر جائیں گے۔ (بخاری (1/188)، (2/39-61)، مسلم 01-16-89)

دوسری حدیث: جابر رضی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رحلت سے تھوڑے دن پہلے فرمایا کہ آج جو نفس روئے زمین پر زندہ ہے سوسال کے گزرنے تک ان میں کوئی بھی زندہ نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں: ”یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوت میں قطعی بن جانا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سوسال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

اہل تحقیق و اہل علم کے اقوال اور ان کا اجماع

سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے خضر علیہ السلام کی عمر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں تو فرمایا: جو غائب پر حوالے دیتا ہے وہ اس سے انصاف نہیں کرتا اور یہ باتیں لوگوں میں شیطان کی پھیلائی امام ابن قیم ابراہیم حنبلی ہوتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام صاحب نے درست فرمایا۔

”سے خضر اور ایسا عظیم السلام کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا: ”آج جو زمین پر زندہ ہے سوسال بعد ان میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔ امام بخاری

فرماتے ہیں: ”یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوت میں قطعی بن جانا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سوسال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

: اکثر علماء سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس آیت سے جواب دیا

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ... سورة الانبياء

”آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔“

سے یہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا، آپ کے ساتھ جہاد کرنا اور آپ سے سیکھنا ضروری تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرمایا: اسے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین تیری عبادت نہ ہوگی۔

اور وہ تین سو تیرہ معروض اشخاص تھے جن کے نام سمیت ولدیت اور قبیلے کے معلوم تھے۔ تو اس وقت خضر علیہ السلام کہاں تھے، یہ سب علم کی بات۔

امام علی بن موسی الرضا کہتے ہیں: ”خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں امام ابراہیم بن اسحاق الحربنی، ابو الحسنین المناوی دونوں کا یہی قول ہے اور یہ دونوں امام ابن مناوی اس قول کو برا سمجھتے تھے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ قاضی کے اصحاب سے ان کی موت کا قول نقل کرتے ہیں۔ ابو یعلیٰ بھی امام احمد بن حنبل

فرماتے ہیں: ”یہ صحیح حدیثیں حیات خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوت میں قطعی بن جانا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سوسال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

بعض اہل علم نے یہ دلیل بیان کی ہے اگر وہ (خضر) زندہ ہوتے تو ان کے لیے نبی ﷺ کے پاس آنا واجب تھا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لیے سوائے میری اتباع کے اور کوئی گنجائش نہیں تھی، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ (خضر) علیہ السلام زندہ ہوں اور آپ کے ساتھ جمعہ جماعت میں شریک نہ ہوں اور آپ کے ساتھ جہاد نہ کریں۔ آپ دیکھتے نہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو وہ اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تاکہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت میں خلل نہ آئے۔

امام ابو الفرج بن الجوزی فرماتے ہیں کہ جو ان کے وجود کو ثابت کرتے ہیں ان کی سمجھ حقیقت سے بہت دور ہے، انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ اثبات شریعت مطہرہ کے اعراض کو متضمن ہے۔

عقلی دلائل:

پہلی دلیل: یہ تقول علی اللہ ہے جو بھص قرآن حرام ہے۔

دوسری دلیل: اگر وہ اتنا لمبا طرہ زندہ رہے تو اللہ تعالیٰ یہ ہمیں ضرور بیان فرماتے کیونکہ یہ عجیب خبر ہے۔

تیسری دلیل: اگر وہ نوح علیہ السلام سے پہلے موجود ہوتے تو ثابت ہوا کہ نوح علیہ السلام کی کو نسل کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

چوتھی دلیل: ان کو زندہ ملنے والوں کی زیادہ سے زیادہ دلیل مستول حکایتیں ہوتی ہیں جس میں کوئی شخص خضر علیہ السلام کو دیکھنے کی خبر دیتا ہے، تعجب ہے خضر علیہ السلام کی کوئی علامت ہے جس سے دیکھنے والا اسے پہچان لیتا ہے۔

ذہابچھین دلیل:

اگر وہ زندہ ہوتے تو جنگوں میں حوش و طیور کے درمیان مارے مارے پھرنے سے یہ بہتر تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کرتے، فی سبیل اللہ سرحدات کی حفاظت کرتے، جمعہ و جماعات میں شریک ہوتے اور علم دین سکھاتے۔
نے المنار المذیبت فی الصحیح والضعیف بتحقیق البوخدہ ص: 27 میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری (6 309) میں۔ حیاة خضر علیہ السلام کی بڑے بڑے علماء نے مسوط تردید کی ہے جیسے امام ابن قیم

اور الاصابہ: (1 428) میں اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ: 1 325-337 میں۔

امام ابن جوزی نے موت خضر اور ان کو زندہ ثابت کرنے والوں کی تردید میں 'عجایہ المنتظر فی حال الخضر' نامی تفصیلی کتاب لکھی ہے۔

امام ابن تیمیہ نے ان کی موت کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔

امام علی القاری نے کشف النور عن امر الخضر بتالیف کی ہے اور امام ابن المنار المتوفی 336ھ نے ان کی وفات میں رسالہ لکھا ہے، مراجعہ کریں تفاسیر اہل التحقیق فی سورة الکہف۔

فرماتے ہیں: "یہ صحیح حدیثیں حیاة خضر علیہ السلام کے دعویٰ کی جزاکاٹ ڈالتی ہیں، کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے البدایہ (1 336) میں ان دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ امام ابن جوزی امام ابن کثیر نے اگر نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا جیسے کہ خیال ہے اور یہ خیال ترقی کر کے قوت میں قطعی بن جاتا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور اگر انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اس حدیث کے تقاضے کے مطابق سو سال بعد وہ زندہ نہیں رہے تو اب وہ موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ اس عموم میں داخل ہیں اور اصل عدم تخصیص ہے جب تک کہ قابل قبول صحیح دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

:جو کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے انگوٹھے میں بڈی نہیں ہے، یہ سب جھوٹے ہیں

وَلَا تَقْتَفِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْأَفْئِدَةَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۚ ۳۶... سورة الاسراء

(جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے بھروسہ نہ کی جائے والی ہے۔"

هذا ما عندني والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج 1 ص 252

محدث فتویٰ